تحریر: علامہ محمد اقبال

ترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی

شذراتِ فکرِ اقبال
(متعلق بہ مسیحیت)

۲۷ اپریل ۱۹۱۰ء کو علاّمہ محمد اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) نے اپنے فکر و مطالعہ کا حاصل مختلف عنوانات کے تحت مختصر شذرات کی شکل میں لکھنا شروع کیا۔ چند ماہ یہ سلسلہ چلتا رہا اور پھر رُک گیا۔ علامہ نے اِن تاثرات کو ابتداءً STRAY THOUGHTS (افکارِ پریشاں) کا نام دیا، پھر Thoughts کا لفظ کاٹ کر Reflections کر دیا۔ ۱۹۱۰ء کی بیاض جس میں یہ شذرات لکھے گئے تھے، علاّمہ اقبال میوزیم لاہور میں تاحال محفوظ ہے۔

۱۹۱۰ء میں لکھے گئے شذرات میں سے کچھ تقریباً سات سال بعد لکھنؤ کے جریدہ New Era (عصر جدید) میں شائع ہوئے۔ بوقتِ اشاعت علاّمہ نے شذرات پر نظرِ ثانی کی اور چند شذرات بالکل نئے لکھے۔ [New Era میں شائع شدہ "شذرات" کے لیے دیکھیے: سیّد عبدالواحد، Thoughts and Reflections of Iqbal لاہور: شیخ محمد اشرف (۱۹۷۳ء)، ص ۷۶ - ۹۲]، تاہم اطلاعات کے مطابق ۱۹۱۰ء میں لکھے گئے تمام شذرات علاّمہ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکے۔ عدم اشاعت کی وجوہ کئی ایک ہو سکتی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ علاّمہ کی نظر میں اِن کی اہمیت کم ہو گئی؟ یا اُنہوں نے اپنی نظم و نثر میں اِن ہی افکار کا اظہار زیادہ بہتر انداز میں کر دیا اور شذرات کی اشاعت کی ضرورت باقی نہ رہی؟ یا اِن افکار سے علاّمہ نے رجوع کر لیا؟ سبب کچھ بھی ہو، ۱۹۱۰ء میں علاّمہ کن خطوط پر سوچ رہے تھے؟ اِس سوال کا جواب کسی حد تک یہ شذرات مہیا کرتے ہیں۔ اِس احساس کے تحت تحریر و تسوید کے پچاس سال بعد جب ڈاکٹر جاوید اقبال کی ترتیب و تقدیم کے ساتھ کتاب Stray Reflections شائع ہوئی تو اقبال شناسوں نے اس سے دلچسپی کا اظہار کیا۔ وطنِ عزیز پاکستان میں اِس کا اُردو ترجمہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی نے "شذراتِ فکرِ اقبال" [لاہور: مجلس ترقی ادب (۱۹۷۳ء)] اور فارسی ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے "یادداشت ہائے پراگندہ" [اسلام آباد: مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان (۱۹۸۹ء)] کے نام سے کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے "یادداشت ہائے پراگندہ" میں اُن شذرات کا ترجمہ بھی شامل کیا ہے

جو ڈاکٹر جاوید اقبال کے شائع کردہ مجموعہ Stray Reflections میں شامل نہ تھے، مگر New Era (لکھنؤ) میں چھپے تھے۔

اِن شذرات میں سے بعض میں حضرت عیسیٰ، اُن کی تعلیمات اور مسیحیت کا براہ راست یا ضمناً ذکر آیا ہے۔ ذیل میں یہ شذرات ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے اُردو ترجمے "شذراتِ فکرِ اقبال" سے نقل کیے جاتے ہیں۔ جُملہ حواشی ڈاکٹر صدیقی کے لکھے ہوئے ہیں۔ مدیر

اسلام کا تصوّرِ خدا

عیسائیت نے خدائی رحمت و شفقت پر زور دیا ہے اور اسلام نے قادرِ مطلق خدا کا تصوّر پیش کیا ہے۔ ہم ان دو تصوّرات میں کیسے محاکمہ کریں؟ میرا خیال ہے، کائنات اور نوع انسان کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ان میں سے کون سا تصوّر صحیح تر ہے۔ میں تاریخ میں خدا کی رحمت و شفقت سے زیادہ اس کی قدرت کا ظہور دیکھتا ہوں۔ میری مراد یہ ہے کہ تاریخی تجربے کی بناء پر خدا کو قادرِ مطلق کہنا زیادہ مناسب ہے۔

یورپی عیسائیت

فکر انسانی کے دائرے میں حضرت محمد ﷺ، مہاتما بدھ اور کانٹ[1] غالباً عظیم ترین انقلابی تھے۔ عمل کے میدان میں نپولین کی شخصیت لاثانی ہے۔ میں حضرت عیسیٰؑ کو دُنیا کے انقلابیوں میں شمار نہیں کرتا، کیوں کہ اُنھوں نے جس تحریک کا آغاز کیا، وہ جلد جاہلیت قبل مسیح کی نذر ہو گئی۔ میرے نزدیک یورپی عیسائیت سامی الٰہیات کی زبان میں جاہلیتِ قدیمہ کے ایک ناقص ترجمے سے زیادہ کچھ نہیں۔

حضرت عیسیٰؑ اور اسپینوزا[2]

نسل یہود نے صرف دو عظیم انسان پیدا کیے ہیں۔ عیسیٰؑ اور اسپینوزا - دونوں خدا کے اوتار تھے۔ اوّل الذکر بیٹے کے روپ میں اور ثانی الذکر کائنات کے روپ میں۔ اسپینوزا، اپنی نسل کے اس عظیم ترین معلّم کا محض ایک تکملہ تھا۔

حکایات

زندگی کی عمیق ترین حقیقتوں کو سادہ حکایتوں اور تمثیلوں کی صورت میں واضح کرنے کے لیے

غیر معمولی فطانت درکار ہے۔ شیکسپیئر [۳]، مولانا جلال الدین رومی [۴] اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس نادرالوجود فطانت کی صرف تین مثالیں ہیں۔

عالمی تہذیب میں یہود کا حصہ

عالمی تہذیب کے ارتقاء میں یہودی عنصر کی مقدار اتنی ہے کہ اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہود نے شاید سب سے پہلے کاروباری اخلاق کے اصول وضع کیے جن کا خلاصہ تصوّرِ دیانت ہے۔

دشمنوں سے محبت

محبت اکسیر سے بڑھ کر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکسیر ادنیٰ دھاتوں کو سونا بنا دیتی ہے، لیکن محبت تمام سفلی جذبات کو خود اپنے پاکیزہ وجود میں تبدیل کر دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہاتما بدھ نے محبت کی ماہیت کا بالکل صحیح ادراک کیا، لیکن اخلاقی عینیت کے جوش میں وہ حقائقِ زندگی کو نظرانداز کر گئے۔ انسان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے دشمنوں سے محبت کرے، بڑی زیادتی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض غیر معمولی افراد نے اپنی زندگی میں اس مقولے کو اپنایا ہو لیکن قومی اخلاق کے اصول کے طور پر یہ مقولہ باطل ثابت ہوتا ہے۔ اگر اہلِ جاپان اُن اخلاقی اصولوں پر عمل پیرا ہوتے جو اُن کے مذہب سے منسوب ہیں تو جنگِ روس وجاپان [۵] کے نتائج بالکل مختلف ہوتے۔

مساوات

کسی تصوّر کی عملی قوّت، اُس شخصیت کی توانائی پر منحصر ہے جس میں وہ تصوّر متشکل ہوتا ہے۔ مہاتما بدھ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تصوّرِ مساوات کے عظیم پیکر ہیں، تاہم اسلام دُنیا کی وہ واحد قوّت ہے جو اب بھی مساوات کے حق میں کوشاں ہے۔

بت پرستی

اسلام اور عیسائیت دونوں کو ایک مشترکہ حریف یعنی بُت پرستی سے نپٹنا پڑا، لیکن فرق یہ ہے کہ عیسائیت نے اپنے حریف سے سمجھوتا کرلیا، اسلام نے اِسے بالکل نیست و نابود کردیا۔

حواشی

۱۔ ایمینوئیل کانٹ (۱۷۲۴ء - ۱۸۰۴ء): ممتاز جرمن فلسفی۔ نہایت متّقی اور اصول پرست انسان۔

۱۷۷۰ء میں کونگز برگ یونیورسٹی (جرمنی) میں منطق کے شعبے کا صدر مقرر ہوا۔ ۱۷۸۱ء میں اُس کی تصنیف "تنقید عقلِ محض" (Critique of Pure Reason) شائع ہوئی جو فکری دُنیا میں انقلاب آفریں ثابت ہوئی۔ بعد ازاں "تنقید عقلِ عملی" اور "تنقید تصدیق" وغیرہ دیگر کتب شائع ہوئیں۔ کانٹ نے تنقیدی فلسفے کی طرح ڈال کر فلسفے میں بڑا کارنامہ انجام دیا۔

۲۔ بیروش اسپینوزا (۱۶۳۲ء - ۱۶۷۷ء): آزاد خیال ولندیزی فلسفی ابتداءً کٹر یہودی تھا۔ بعد میں یہودیت اور عیسائیت دونوں سے بیزار ہوگیا۔ سچا موحد اور نظریہ وحدت الوجود کا دل سے قائل تھا۔ ۱۶۷۳ء میں ہائیڈل برگ میں شعبۂ فلسفہ کی صدارت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آزادئ فکر کی خاطر دولت و شہرت سے بے نیاز زندگی گزاری۔

۳۔ ولیم شیکسپیئر (۱۵۶۴ء - ۱۶۱۶ء): بین الاقوامی شہرت کا انگریزی شاعر اور ڈرامہ نگار۔ اقبال نے اپنی ایک حسین نظم (بانگ درا، ص ۲۸۳) میں اس کے کمالِ فن کی یوں داد دی ہے۔

حسن آئینۂ حق، اور دل آئینۂ حسن
دلِ انساں کو ترا حسنِ کلام آئینہ!

۴۔ مولانا جلال الدین رومی (۱۲۰۷ء - ۱۲۷۳ء): اقبال کے مرشد معنوی جن کی مثنوی کو گزشتہ سات صدی سے لازوال شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ "مثنوی معنوی" حکمت و معرفت کا گنجینہ اور قرآنی حقائق کا آئینہ ہے۔

مثنوی مولوی معنوی ہست قرآں در زبان پہلوی

رومی نے دین و طریقت کے اسرار و حکم، حکایات و تمثیلات کے دل نشیں پیرائے میں بیان کیے۔ اُن کا رجائی آہنگ ذہنی و روحانی انتشار کے ہر دور میں ملّت کو حیات تازہ بخشتا رہا لیکن عصرِ حاضر میں اقبال نے مثنوی کی مثبت اقدارِ حیات کو روشن کر کے اس مئے کہن میں ایک نیا لطف و سرور پیدا کر دیا ہے۔

۵۔ ۱۹۰۵ء میں (بدھ مت کے پیرو) جاپانیوں نے روس کو شکستِ فاش دی اور اس کے زبردست جہازی بیڑے کو تباہ کر دیا۔